محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد

اُن کی تحریرات کے آئینہ میں

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

مکّہ مکرمہ کے رہنے والے ایک عرب علمی گھرانے کے فرد محمدّ علوی مالکی صاحب نے منجملہ دیگر کتابوں کے الذخائر المحمدیہ اور حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں کے بہت سے مندرجات پر سعودی عرب کے علماء کے بورڈ کے ایک رُکن اور مکّہ مکرّمہ کے قاضی شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع نے اعتراض کیا اور اُن کے رد میں ایک کتاب ۱۴۰۳ھ میں شائع کی جس کا نام "حوار مع المالکی فی رد منکراتہ وضلالاتہ" رکھا۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سعودیہ کے قاضی القضاۃ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے لکھا۔

"فقد اطلعت علی امور منکرۃ فی کتب اصدرھا محمد علوی مالکی - وفی مقدمتھا کتابہ الذمیم الذی سماہ الذخائر المحمدیہ - من تلک الامور نسبۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات ھی من خصائص اللہ سبحانہ وتعالی کقولہ - بان لرسول اللہ مقالید السمٰوٰت والارض وان لہ ان یقطع ارض الجنّۃ ویعلم الغیب والروح والامور الخمسۃ التی اختص اللہ تعالی بعلمھا ۔۔۔ الخ

محمد علوی مالکی صاحب کی لکھی ہوئی کتابوں میں موجود بہت سی قابل نکیر باتوں پر میں مطلع ہوا۔ ان کتابوں میں سب سے مقدم اُن کی وہ قابل مذمّت کتاب ہے جس کا نام انھوں نے "الذخائر المحمدیہ" رکھا ہے۔ ان قابل نکیر باتوں میں ایک یہ ہے کہ اس کتاب میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی گئی ہے جو محض اللہ سبحانہ وتعالی کے خصائص میں سے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہیں اور یہ کہ آپ جنّت کی زمین بطورِ جاگیر دے سکتے ہیں اور یہ کہ آپ غیب اور رُوح اور ان پانچ چیزوں کا علم جانتے ہیں جن کے جاننے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے

خاص رکھا ہے۔

محمدؐ علوی صاحب کے رَد میں دو اور علماء جزائری اور تویجری نے بھی کتابیں لکھیں۔ ان کے جواب میں محمد علوی صاحب کے ساتھیوں کی جانب سے بھی کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً یوسف ہاشم رفاعی صاحب جو کویت کے وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے ۱۴۰۴ھ میں الرد المحکم المنیع علی منکرات و شبہات ابن منیع شائع کی اور عبدالحی عمروی اور عبدالکریم مُراد نے ۱۴۰۴ھ ہی میں "التحذیر من الاغترار ما جاء فی کتاب الحوار شائع کی اور اسی سال سو صفحات پر مشتمل ایک تیسری کتاب بھی شائع ہوئی جس کا نام اعلام النبیل ہے۔

۱۴۰۵ھ میں محمد علوی صاحب نے اپنے مخالفین کے جواب میں کتاب مفاہیم یجب ان تصحح شائع کی اور اس کے لیے مختلف ملکوں کے علماء سے تقاریظ و تصدیقات حاصل کیں۔ یہ تقاریظ ۶۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جبکہ بعض تقاریظ کی اشاعت سے طوالت کے سبب معذرت کرلی گئی ہے۔

تصدیقات لکھنے والوں میں بعض تو شروع ہی سے بدعتی ہیں اور بعض جدید قسم کے پروفیسر ہیں۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے جناب صوفی اقبال صاحب، عبدالحفیظ مکی صاحب، مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی اور حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ جو کہ فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) کے مصنف حضرت مولانا محمد زکریا کاندہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ہیں، لیکن حضرت کی وفات کے بعد انہوں نے محمد علوی مالکی صاحب سے اپنی ارادت کا تعلق جوڑلیا ہے ان میں سے کل یا بعض حضرات کی کاوشوں سے پاکستان کے بعض مہتمم اور خطیب حضرات سے بھی تصدیقات و تقریظات حاصل ہوگئیں جنھوں نے پڑھے بغیر محض ان حضرات پر اعتماد کیا۔ اور اگر کسی نے کتاب پڑھ کر کچھ تنقید اور تنبیہ کی جیسا کہ کراچی کے مولانا تقی عثمانی صاحب نے کی تو اس کو سرے سے کتاب میں شائع ہی نہیں کیا۔

ہم نے محمدؐ علوی صاحب کی کتابوں کے مندرجات کا اہل سُنّت یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ کے عقائد اور مسلمات کی روشنی میں مطالعہ کیا ہے اور جو باتیں اہلِ سُنّت کے خلاف پائیں ہیں اُن کو اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے۔ ان باتوں کی حد تک ہم محمدؐ علوی صاحب کے مخالف سعودی علماء۔ مثلاً شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع سے متفق ہیں اور محمدؐ علوی کو بدعتی اور اہل سُنّت سے خارج سمجھتے ہیں اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں محمدؐ علوی صاحب نے بہت سی تقریظات محض اس لیے

شائع کی ہیں تاکہ اپنے مخالف علماء کو یہ تاثر دے سکیں کہ تم ہی غلطی پر ہو ہمیں تو دُنیا بھر کے علماء درست کہتے ہیں اور ہمارے عقائد کو اہلِ سنّت کے عقائد کہتے ہیں۔ اللّٰہ! اللّٰہ! مکّہ مکرمہ میں بیٹھ کر شرک و بدعات کی ترویج اور پھر سینہ زوری۔

چوں کُفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

لیکن اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرماتے ہیں۔ جب محمد علوی صاحب کے حامیوں نے پاکستان میں مفاہیم یجب ان تصحح کا ترجمہ اصلاح مفاہیم کے نام سے شائع کیا تو اسی وقت اہلِ حق کھٹکے کہ شرک و بدعات کو اصل دین بتایا جا رہا ہے اس لیے بہت کچھ کہا سُنا گیا۔ اور محمد علوی صاحب کے بارے میں بہت کچھ انکشافات ہوئے۔ ہمارے جامعہ کے رسالہ انوار مدینہ میں بھی اصلاح مفاہیم پر چار قسطوں میں مفصّل تبصرہ شائع ہوا جس میں محمد علوی صاحب کے شرک و بدعات کی نشاندہی کی گئی اور ان کا مدلّل رَد لکھا گیا۔

ابھی حال ہی میں اللّٰہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں محمد علوی صاحب کی بہت سی کتابیں دستیاب ہوئیں اور اُن کے حامیوں اور مخالفین کی کتابیں بھی ملیں۔ جن جن حضرات نے اس سلسلہ میں ہم سے تعاون کیا ہم اُن کے انتہائی شکر گذار ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو خاص اجر عطا فرمائیں۔ ہم نے خارجی تحقیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف محمد علوی صاحب کی کتابوں سے ضرورت کی باتیں اکٹھی کر دی ہیں اہلِ علم اور اہلِ حق حضرات سنجیدگی سے اس خطرے پر غور کریں کہ پاکستان سے تعلّق رکھنے والے وہ حضرات جو آج محمد علوی صاحب کے حمایتی ہیں۔ ہمارے اور سعودی علماء کے درمیان کبھی ختم نہ ہونے والی دُوریاں تو نہیں پیدا کر رہے۔

آخر میں ہم محمد علوی صاحب کی تحریر سے متعلق چند باتیں ذکر کرتے ہیں۔

(۱) محمد علوی صاحب بالکل کھل کر بات نہیں کہتے۔ ایک جگہ تھوڑی سی بات لپیٹ کر کر دی، پھر کسی اور جگہ تھوڑی سی مزید بات گھما پھرا کر کہہ دی اور کہیں اپنے عقیدے کے خلاف تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی تاکہ پڑھنے والے کو مغالطہ دیا جا سکے۔ خصوصاً مفاہیم میں اُنہوں نے یہ دجل خوب کیا ہے۔

(۲) ایک دعوٰی کرتے ہیں جبکہ دلیل سے اس کا کچھ تعلّق نہیں ہوتا، لیکن اپنے دعوٰی کو پھرا پھرا کر اتنی مرتبہ کہیں گے کہ عام پڑھنے والا دلیل پر غور ہی نہ کر سکے۔ اسی طرز میں محمد علوی صاحب کی کامیابی ہے۔

(۳) عقائد سے متعلّق محمد علوی صاحب کے جو ضابطے ہم نے نقل کیے ہیں۔ محمدّ علوی صاحب کے عقائد کو ان کی عبارتوں سے سمجھنے کے لیے ان کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۴) غیر مقدُور العبد اُمور کا غیر اللہ سے طلب میں محمد علوی صاحب پردہ ڈالنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے خلق وایجاد کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں۔ قدرت اور خلق میں فرق اہلِ علم پر مخفی نہیں۔

محمدّ علوی صاحب کے عقائد کے بارے میں ضابطے

(۱) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدح میں غلو

محمد علوی مالکی صاحب اپنی کتاب مفاھیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں۔

"اننا بفضل اللہ تعالیٰ نعرف ما یجب للہ تعالی وما یجب لرسولہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ونعرف ما ھو محض حق للہ تعالی وما ھو محض حق لرسولہ صلّی اللہ علیہ وسلم من غیر غلو ولا المراء یصل الی حد وصفہ بخصائص الربوبیۃ والالوھیۃ فی المنع والعطاء والنفع والضرر الاستقلالی (دون اللہ تعالی) والسلطۃ الکاملۃ والھیمنۃ الشاملۃ والخلق والملك والتدبیر والتفرد بالکمال والجلال والتقدیس والتفرد بالعبادۃ بمختلف انواعھا واحوالھا ومراتبھا۔

اما الغلو الذی یعنی التغالی فی محبتہ و

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان باتوں کو بھی جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں اور جو اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لائق ہیں اور ان باتوں کو بھی جانتے ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کا حق ہیں اور جو محض اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حق ہیں اور رسول ——— کے حق میں ہم ایسا غلو نہیں کرتے جو ربوبیت اور الوہیت کے خصائص کی حد تک لے جائے جیسے (کسی کے دیے بغیر محض) ذاتی یا استقلالی نفع و ضرر اور منع و عطاء۔ اور کامل قدرت اور خلق اور ملکیت اور تدبیر اور کمال جلال و تقدیس میں یکتائی اور عبادات کی ہر نوع و حالت و مرتبہ کے استحقاق میں یکتائی۔

رہا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت اور طاعت اور آپ سے تعلّق میں غلو اور مبالغہ تو یہ تو

وطاعته والتعلق به فهذا محبوب ومطلوب كما جاء في الحديث لا تطروني كما اطرت النصارٰى ابن مريم"

والمعنى ان اطراءه و التغالي فيه والثناء عليه بما سوى ذلك هو محمود. ولو كان معناه غير ذلك لكان المراد هو النهي عن اطرائه ومدحه اصلا، ومعلوم ان هذا لا يقوله اجهل جاهل في المسلمين فان الله تعالى عظم النبي صلى الله عليه وسلم في القران باعلى انواع التعظيم فيجب علينا ان نعظم من عظمه الله تعالى و امر بتعظيمه ....

نعم يجب علينا ان لا نصفه بشيء من صفات الربوبية ورحم الله القائل حيث قال

دع ما ادعته النصارى في نبيهم
واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

محبوب اور مطلوب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے "میرے بارے میں اس طرح غلو اور مبالغہ نہ کرو جس طرح نصارٰی نے ابن مریم کے بارے میں کیا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نصاری کے سے غلو کے علاوہ آپ کی مدح میں خوب مبالغہ کرنا جائز ہے۔ اگر حدیث کا یہ مطلب نہ ہو تو پھر تو یہ مراد ہو گی کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سرے سے مدح ہی نہ کرو، حالانکہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرآن پاک میں اعلیٰ انواع کی تعظیم کی ہے۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی اس ذات کی تعظیم کریں جس کی تعظیم خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور جس کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ہاں ساتھ ہی ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم آپ کو کسی صفت ربوبیت کے ساتھ متصف نہ ٹھہرائیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس شعر کے کہنے والے پر رحمت نازل فرمائیں۔

نصارٰی نے اپنے نبی کے بارے میں جو دعوٰی کیا ہے تم اپنے نبی کے بارے میں ایسا نہ کرو ہاں اس کے علاوہ مدح و تعریف میں جو چاہو صفت بیان کرو اور کہو۔

فلیس فی تعظیمہ صلّی اللہ علیہ وسلّم	غرض صفات ربوبیت کو چھوڑ کر اور صفات
بغیر صفات الربوبیۃ شئ من الکفر	کے ساتھ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کرنا
والاشراك بل ذلك من اعظم الطاعات	کوئی کفر و شرک نہیں ہے بلکہ اعلیٰ درجے
والقربات (مفاہیم یجب ان تصحح ص:۸۷)	کی نیکی ہے۔

بعینہٖ یہی عبارت محمد علوی صاحب کی ان دو کتابوں میں بھی ہے۔

ھوالبدیہ ص ۸۲ - ۸۱ - قل ھذہ سبیلی ، ص ۲۳ - ۲۲

ہم کہتے ہیں کہ اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ یہ ضابطہ کس قدر غلط اور گمراہ کُن ہے۔ وہ تعریف جو نصوص کے معارض ہو وہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے اور محمّد علوی صاحب کا یہ کہنا کہ " ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ کو کسی صفت ربوبیت کے ساتھ متصف نہ ٹھہرائیں" اس سے خوش فہمی نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک صفت ربوبیت اس وقت بنتی ہے جب وہ مثلاً ذاتی ہو، عطائی نہ ہو، لہٰذا محمد علوی صاحب جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے علم محیط اور علم کلی مانتے ہیں تو چونکہ وہ عطائی ہے۔ ذاتی نہیں ہے۔ اس لیے صفت ربوبیت نہیں ہے۔ یہ گمراہی محتاج بیان نہیں ہے۔

(۲) خالق و مخلوق کے درمیان جو امور مشترک ہیں جب ان کو دونوں میں تمام اعتبار سے ایک جیسا نہ سمجھا جائے تو وہ شرک نہیں ہو سکتا

محمد علوی صاحب اپنی کتاب مفاہیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں۔

"وقد اخطأ كثير من الناس فی فہم بعض	بہت سے لوگوں نے خالق و مخلوق کے درمیان
الامور المشتركة بين المقامين	بعض مشترک اُمور کو سمجھنے میں غلطی کی اور
(مقام الخالق و مقام المخلوق) فظن ان نسبتها	گمان کیا کہ ان اُمور کی مخلوق کی طرف نسبت
الی المخلوق شرك بالله تعالی۔	اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔
ومن ذلك بعض الخصائص النبوية	ان اُمور مشترکہ میں سے بعض نبی صلّی
مثلا التی یخطئ بعضہم فی	اللہ علیہ وسلّم کے وہ خصائص ہیں جن کو
فہمہا فیقیسونہا بمقیاس	بعض لوگ سمجھ نہیں پاتے اور بشریت کے
البشرية ولذلك يستكثرونها	پیمانے پر اُن کو ناپتے ہیں اور نتیجہ میں اس کو

ویستعظمونها علی رسول الله صلّی الله علیه وسلّم ویرون ان وصفه بها معناه وصفه ببعض صفات الالوهیة وهذا جهل محض لانه سبحانه وتعالی یعطی من یشاء وکما یشاء بلا موجب ملزم وانما هو تفضل علی من اراد اکرامه ورفع مقامه واظهار فضله علی غیره من البشر ولیس فی ذلک انتزاع لحقوق الربوبیة وصفات الالوهیة فهی محفوظة بما یناسب مقام الحق سبحانه وتعالی۔ واذ اتصف المخلوق بشئ منها فیکون بما یناسب البشریه من کونها محدودة مکتسبة باذن الله وفضله وارادته لا بقوة المخلوق ولا تدبیرة ولا امره اذ هو عاجز ضعیف لا یملك لنفسه ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حیاة ولا نشورا وکم من امور جاءما یدل علی انها حق لله سبحانه وتعالی۔ ولکنه سبحانه

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں حد سے تجاوز اور آپ کو صفات الٰہیہ کے ساتھ متصف ٹھہرانا خیال کرتے ہیں ان لوگوں کی یہ بات محض جہالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اور جیسا چاہتے ہیں بغیر کسی جبر کے عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دوسروں پر جس کی بزرگی اور فضیلت کے اظہار کا ارادہ فرماتے ہیں اس پر محض ان کی عطا ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق وصفات کو جُدا نہیں کیا جاتا، بلکہ وہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقام پر ہی محفوظ ہیں جب کوئی مخلوق اُن میں سے کسی وصف کے ساتھ متصف ہوتی ہے تو وہ وصف بشریّت کے مناسب ہوتا ہے یعنی وہ محدود ہوتا ہے اور اللہ کے فضل حکم اور ارادہ سے عطا ہوتا ہے۔ مخلوق کی قوّت اور تدبیر اور امر کو اس کے حصول میں کچھ دخل نہیں ہوتا، کیونکہ وہ تو عاجز اور ضعیف ہے اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان اور زندگی وموت اور مرنے کے بعد جینا کسی بھی چیز کا مالک نہیں۔ بہت سے اُمور ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ

وتعالی من بہا علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ

وحینئذ فلا یرفعہ وصفہ بہا الی مقام الالوھیۃ اویجعلہ شریکا للہ سبحانہ وتعالی"

(مفاہیم یجب ان تصحح، ص: ۸۳، ھواللہ ص: ۸۸)

علیہ وسلم کو اور دوسروں کو محض اپنے احسان سے وہ چیزیں عطا فرمائیں۔

لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اُمور کے ساتھ متصف ٹھہرانا نہ تو آپ کو مقام الوہیت میں لے جانا ہے اور نہ ہی آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شریک بنانا ہے۔

③ کوئی موحد جب غیر مقدور العبد فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرے تو وہ نسبت مجازی ہے

محمد علوی صاحب مفاہیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں۔

"ولا شك ان اعجاز العقلی مستعمل فی الکتاب والسنۃ... واما الاحادیث ففیھا شیٔ کثیر یعرفہ من وقف علیھا وکان ممن یعرف الفرق بین الاسناد الحقیقی والمجازی فلا حاجۃ الی الاطالۃ بنقلھا۔وقال العلماء ان صدور ذلك الاسناد من موحد کاف فی جعلہ اسنادا مجازیا لان اعتقاد الصحیح ھو اعتقاد ان الخالق للعباد وافعالھم ھو اللہ وحدہ فھو الخالق للعباد وافعالھم لا تاثیر لاحد سواہ لا لحی ولا لمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن وسُنّت میں مجاز عقلی کا استعمال ہُوا ہے...... اور احادیث میں بھی اس کی بہت سی مثالیں ہیں جن کو وہ شخص پہچانتا ہے۔جو اسناد حقیقی اور اسناد مجازی کے درمیان فرق کرسکتا ہے علماء نے کہا ہے "کسی موحد سے ایسی نسبت و اسناد کا صدور (جس میں کسی بندے کی طرف کسی غیر مقدور العبد شے کی نسبت ہو۔مثلاً یُوں کہا جائے کہ یا رسول اللہ مجھے شفا عطا فرما دیجیے یا مجھے اولاد عطا فرما دیجیے وغیرہ۔) اس بات کے لیے کافی ہے کہ اس کو مجاز قرار دیا جائے۔کیونکہ صحیح عقیدہ یہی ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ بندوں کا اور ان کے افعال کا

فھذا الاعتقاد ھو التوحید المحض بخلاف مالو اعتقد غیر ھذا فانہ یقع فی الاشراک

(مفاھیم یجب ان تصحح: ص ۸۵، ھو اللہ ص ۹۱)

خالق تنہا اللہ تعالیٰ ہے۔ سوائے اس کے خلق میں کسی اور کی کچھ تاثیر نہیں نہ کسی زندے کی اور نہ کسی مردے کی یہی توحید خالص کا اعتقاد ہے اس کے علاوہ جو ہے وہ شرک ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب محمد علوی صاحب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر رسولوں ولیوں کو لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کی قدرت دی ہوئی ہے اور وہ اس قدرت کو کام میں لاتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اور اُن سے فریاد کرنے والا بھی یہی عقیدہ رکھتا ہو تو یہ مجاز عقلی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ مجاز عقلی کی تعریف علامہ سکاکی رحمۃ اللہ علیہ نے مفتاح العلوم میں یُوں کی ہے۔ المجاز العقلی ھو الکلام المفاد بہ خلاف ما عند المتکلم من الحکم فیہ لضرب من التاویل افادۃ للخلاف لا بوساطۃ وضع اس میں ایک شرط یہ ہے کہ متکلم کا عقیدہ ظاہر مضمون کے خلاف ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ تاویل کی ضرورت ہو۔ محمد علوی صاحب کے عقیدے کے مطابق جب کوئی یُوں کہے اے رسول مجھے شفا دیجیے یا یُوں کہے رسول نے مجھے شفا دی اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ رسول نے اللہ کے حکم سے اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے مجھے شفا دی اور یہ رسول کا فعل ہے تو عقیدہ ظاہر مضمون کے خلاف بھی نہ ہُوا اور تاویل کی ضرورت بھی نہیں تو محمد علوی صاحب کا اس کو مجاز عقلی کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر شے کا علم دیا گیا

واوتی علم کل شئ حتی الروح والخمس التی فی آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ...الخ

(الذخائر المحمدیۃ ص ۲۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا یہاں تک کہ رُوح کا بھی اور مغیبات خمسہ کا بھی جن کا ذکر اس آیت میں ہے

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام ... الخ الآیۃ

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو علم غیب دیا گیا

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

وکم من امور جاء ما یدل علی انہا حق اللہ سبحانہ تعالی ولکنہ سبحانہ وتعالی من بہا علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ... فمنہا علم الغیب فہو للہ سبحانہ وتعالی (قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ) وقد ثبت ان اللہ تعالیٰ علم نبیہ من الغیب ما علمہ واعطاہ ما اعطاہ (عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول) الآیۃ ۔(مفاھیم یجب ان تصحح ص ۸۳ ۔ ھو اللہ ص ۸۹)

کتنے ہی اُمور ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی اور دوسروں کو بھی احسان کے طور پر عطا فرمائے... ان میں سے ایک علم غیب ہے۔ علم غیب صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو حاصل ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ اور ساتھ میں یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غیب کا جو چاہا علم سکھایا اور عطا فرمایا جیسا کہ اس آیت میں ہے ۔عالم الغیب فلا یظہر علی علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول۔

ہم کہتے ہیں۔ علم غیب اصلاً تو اس کو کہتے ہیں کہ ذات کو ایسی قوت حاصل ہو کہ وہ بغیر کسی واسطے کے اُمور و اشیاء کو معلوم کر سکے۔ محمد علوی صاحب کی اگر یہ مُراد ہے تو یہ عقیدہ بھی غلط ہے اگرچہ اس کو بھی مان لیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی وہ قوّت ذاتی نہیں تھی عطائی تھی اور غیر محدود وغیر متناہی تھی۔

محمد علوی صاحب کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے یُوسف سیّد ہاشم رفاعی اپنی کتاب الصّٰوالحکم المنیع میں لکھتے ہیں

"العلم بالغیب علمان : علم ذاتی مطلق تفصیلی محیط بجمیع المعلومات الالھیۃ بالاستغراق الحقیقی وھذا خاص باللہ جل جلالہ لا یشارکہ	غیب کا علم دو طرح کا ہے۔ ایک وہ جو ذاتی ہے۔ مطلق ہے تفصیلی ہے اور حقیقتاً مکمّل طور پر تمام معلومات الٰہیہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ خاص اللہ جل جلالہ کے لیے ہے اور

فیہ احد ومن اثبت	اس میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں
شیئا منہ ولو ادنی من ادنی	جو کوئی جہانوں میں سے کسی کے لیے بھی اس علم
من ذرة لاحد من العالمین فقد	کے ذرہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ حصّہ بھی مانے گا تو
کفر واشرك وبار وهلك وعلم عطائی	اُس نے کُفر کیا اور شرک کیا اور وہ ہلاک ہُوا۔
مکتسب من اللہ تعالیٰ لبعض عبادہ مثل	دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا شدہ
الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام (الدر المحکم المنیع ص۲۹)	ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السّلام کو حاصل ہوتا ہے

یُوسف ہاشم رفاعی کے اس اقتباس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے امتیاز کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا علم غیب ذاتی نہیں عطائی ہے۔ ان کی اور محمد علوی صاحب کی کتابوں میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی کہ جس سے اس کی نفی ہو کہ جیسے بغیر کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اس طرح نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوّت دے دی ہو جس سے بغیر واسطے کے آپ اشیاء کو جان لیتے ہوں۔ محمد علوی صاحب کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے علم غیب کے لفظ کا اطلاق کرنا اس قوّت کے اثبات کی خود دلیل ہے۔

اور اگر علم غیب سے محمد علوی صاحب کی مراد مغیبات کا علم ہے تو چونکہ وہ ہر ہر شے کا علم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ مغیبات خمسہ کا علم بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا محمد علوی صاحب کے نزدیک نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام ہی مغیبات کا علم ہوا۔ دوسرے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو علم غیب کلی حاصل تھا۔ اس عقیدہ کا بطلان خود واضح ہے۔

(۳) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح مُبارکہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں

"روحانیة المصطفیٰ صلّی اللہ علیہ	حضرت مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت
وسلّم حاضرة فی کل مکان فھی تشھد	ہر جگہ موجود ہے لہٰذا وہ خیر کی جگہوں اور فضل و
اماکن الخیر ومجالس الفضل والدلیل	ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتی ہے۔ اس کی
علی ذلك ان الروح من حیث روح غیر	دلیل یہ ہے کہ رُوح ہونے کے اعتبار سے
مقیدة فی البرزخ بل منطلقة تسبح	رُوح برزخ میں مقید نہیں ہوتی بلکہ آزاد

فی ملکوت اللّٰہ" (الذخائر المحمدیہ ص ۲۵۹)

"ویؤید ھذا الاستحضار التشخیصی والحضور الروحانی انہ علیہ الصلوۃ والسّلام متخلق باخلاق ربہ وقد قال علیہ الصلاۃ والسّلام فی الحدیث القدسی انا جلیس من ذکرنی وفی روایۃ انا مع من ذکرنی فکان مقتضی تاسیہ بربہ و تخلقہ باخلاقہ ان یکون صلّی اللہ علیہ وسلّم حاضرا مع ذاکرہ فی کل مقام یذکرفیہ بروحہ الشریفۃ (حول الاحتفال بذکری المولد النبوی، جوارمع المالکی ص: ۴۴،۱۸۴، ص ۴۳، حق چار یار فروری ۱۹۹۵ء)

ہوتی ہے اور اللہ کی ملکوت میں پھرتی رہتی ہے

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذہنی استحضار اور آپ کی روحانی موجودگی کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ آپ اپنے رَبّ کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوتے تھے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرا ذکر کرے میں اس کا ہم نشیں ہوتا ہوں اور ایک روایت میں ہے میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں چونکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے رَبّ کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوتے تھے اور اپنے رَبّ کے طریقے کو اختیار کیے ہوتے تھے۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ جس مقام میں بھی آپ کا ذکر ہو آپ کی روح مبارکہ آپ کا ذکر کرنے والے کے پاس ہو۔

(نوٹ: یہ عبارت حول الاحتفال کے نئے طبع شدہ نسخوں سے نکال دی گئی ہے لیکن اس سے رجوع کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ محمدّ علوی صاحب نے تقیہ کیا ہے، اور ان کے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں آیا ہے۔)

ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں حوالوں سے یہ بات حاصل ہوئی کہ وفات کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح مبارکہ عالم برزخ میں آزاد ہے اور ہر جگہ حاضر ہے۔ خصوصاً مجالس خیر میں اور وفات سے پہلے بھی چونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے رَبّ کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوتے تھے۔ لہٰذا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات میں بھی ــــــــــــ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح مبارکہ ہر اس شخص کے ساتھ ہوتی تھی جو آپ کا ذکر کرتا تھا خواہ وہ کسی بھی مقام پر ہو۔ یہ عقیدہ بھی اہلِ سُنّت کے خلاف ہے اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ محمد علوی صاحب کو خیر سے اخلاق کا مطلب بھی

معلوم نہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیدیئے اب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کو مخلوق میں تقسیم کرتے ہیں

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"فکل الارزاق من کفه وفی الحدیث (اوتیت مفاتیح خزائن السمٰوٰت والارض) ای التی قال اللہ تعالیٰ فیھا لہ مقالید السمٰوٰت والارض) ای مفاتیحھا ــــ فقد اعطاھا عز وجل لحبیبه صلّی اللہ علیه وسلّم وفی الحدیث ایضا اللہ معط وانا القاسم"

(الذخائر المحمدیہ ص: ۱۱۰)

پس تمام رزق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ سے ہی ملتا ہے۔ حدیث میں ہے مجھے آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں تو اللہ عز وجل نے کنجیاں اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطا فرما دیں۔ نیز حدیث میں ہے اللہ دینے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

"مع انھم یعلمون کل العلم ان المعطی حقیقة ھو اللہ وان المانع والباسط والرازق ھو اللہ وانه صلّی اللہ علیه وسلّم یعطی باذن اللہ وفضله وھو الذی یقول انما انا قاسم واللہ معط"

(مفاھیم یجب ان تصحح ص: ۹۷)

حالانکہ وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ دینے والے حقیقۃً تو اللہ تعالیٰ ہیں اور روکنے والی اور کشادہ کرنے والی اور رزق دینے والی ذات تو بس اللہ کی ہے البتہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے حکم اور فضل سے دیتے ہیں اور آپ ہی فرماتے ہیں کہ میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں دینے والے تو اللہ ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لوگوں کی ہر قسم کی حاجتیں پوری کرنے کی قدرت دی ہے

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"یعلم کل احد ان الموحد اذا طلب شیئا من ذوی الجاہ عند اللہ فلا یرید منھم ان یخلقوا شیئا ولا ھو معتقد فیھم شیئا من ذلک وانما یرید ان یتسببوا لہ بما اقدرھم اللہ علیہ من دُعاء وماشاء اللہ من تصرف (مفاھیم یجب ان تصحح ص: ۱۷۴)

ہر شخص جانتا ہے کہ موحد جب اللہ کے ہاں مرتبہ والے لوگوں سے کچھ بھی طلب کرتا ہے تو اس کی مُراد یہ نہیں ہوتی کہ وہ اس کے لیے اس چیز کو پیدا کریں اور نہ اُس کا اُن کے بارے میں خالق ہونے کا عقیدہ ہوتا ہے بلکہ اس کی مُراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دُعا کرنے اور تصرف کرنے کی جو قدرت عطا فرمائی ہے اس کو وہ سبب کے طور پر کام میں لائیں۔

"ولو لم یکن للفقیہ من الدلیل علی صحۃ التوسل والاستغاثۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ الا قیاسہ علی التوسل والاستغاثۃ بہ فی حیاتہ الدنیا لکفی فانہ حی الدارین، دائم العنایۃ بامتہ متصرف باذن اللہ فی شؤونھا خبیر باحوالھا"۔ (مفاھیم یجب ان تصحح، ص: ۱۷۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل اور استغاثہ کی فقیہ کے لیے اس پر قیاس کے علاوہ کوئی اور دلیل بھی نہ ہو کہ آپ کی حیات میں آپ سے توسل اور استغاثہ کیا جا سکتا ہے تو یہی دلیل کافی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی حیات ہیں اور اپنی اُمت پر آپ کی نظرِ عنایت متواتر ہے آپ اُمت کے احوال سے باخبر ہیں اور اُمت کے معاملات میں اللہ کے حکم سے تصرف کرتے ہیں۔

"حیث ثبتت حیاۃ الارواح بالادلۃ القطعیۃ ولا یسعنا بعد ثبوت الحیاۃ الا اثبات خصائصھا فان ثبوت الملزوم یوجب

جب قطعی دلائل سے ارواح کے لیے حیات ثابت ہو گئی تو حیات کے ثبوت کے بعد ہمیں حیات کے خصائص کو بھی ماننا پڑیگا کیونکہ ملزوم کا ثبوت لازم کے ثبوت کا موجب

ثبوت اللازم كما ان نفي اللازم يوجب نفي الملزوم كما هو معروف"۔

واى مانع عقلاً من الاستغاثة الى الله بها والاستمداد منها كما يستعين الرجل بالملائكة في قضاء حوائجه أو كما يستعين الرجل بالرجل (و انت بالروح لا بالجسم انسان)

وتصرفات الارواح على نحو تصرفات الملائكة - لا تحتاج الى مماسة ولا آلة - فليست على نحو ما تعرف من قوانين التصرفات عندنا فانها من عالم آخر -

ولا شك ان الارواح لها من الاطلاق والحرية ما يمكنها من ان تجيب من يناديها وتغيث من يستغيث بها كالاحياء سواء بسواء بل اشد واعظم (مفاهيم يجب ان تصحح ص: ۱۸۰)

ہوتا ہے جیسا کہ لازم کی نفی ملزوم کی نفی کی موجب ہوتی ہے۔

اور ارواح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے استغاثہ سے ارواح سے استعانت سے آخر کونسا عقلی مانع موجود ہے۔ یہ استعانت اور استمداد ایسی ہی ہے جیسی کہ آدمی اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں فرشتوں سے کرتا ہے یا جیسے ایک آدمی دوسرے سے کرتا ہے (اور تم رُوح کی وجہ سے انسان ہو نہ کہ محض جسم کی وجہ سے)

فرشتوں کے تصرفات کی طرح ارواح کے تصرفات کے لیے بھی چھونے کی یا کسی آلہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں تصرفات کے جو قوانین اور ضابطے ہیں وہ ارواح کے ہاں نہیں ہیں کیونکہ وہ دوسرا عالم ہے۔

اور کوئی شک نہیں کہ ارواح کو جو آزادی حاصل ہے اس سے ان کے لیے ممکن ہوتا ہے کہ وہ زندوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ اپنے پکارنے والوں کو جواب دیں اور اپنے سے فریاد رسی کرنے والوں کی فریاد پوری کریں۔

"ليس احد من الخلق قادرا على الفعل او الترك بنفسه استقلالا دون الله او بالمشاركة مع الله او ادنى من ذلك فالمتصرف في الكون هو الله سبحانه وتعالى ولا يملك احد شيئا الا اذا ملك الله ذلك واذن

له فی التصرف فیه ولا یملك احد لنفسه فضلا عن غیره نفعا ولا ضرا ولا موتا ولا حیاتا ولا نشورا الا ماشاء الله باذن الله فالنفع والضر حینئذٍ بهذا الحد ومقید بهذا القید و نسبته الی الخلق علی سبیل التسبب والتکسب لا علی سبیل الخلق او الایجاد او التاثیر او العلة او القوة والنسبة فی الحقیقة مجازیة لیست حقیقة" (مفاهیم یجب ان تصحح - ص : ۱۷۱)

مخلوق میں سے کوئی بھی خود کسی فعل یا ترک پر قادر نہیں خواہ تنہا اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوکر خواہ اللہ کے ساتھ شریک ہوکر۔ تو کائنات میں اصل تصرف کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور کوئی کسی شے کا مالک نہیں مگر یہ کہ اللہ اس کو اس شے کا مالک بنا دیں اور اس میں تصرف کرنے کی اجازت دے دیں۔ اور دوسرے کے لیے تو کجا کوئی اپنے لیے بھی نفع یا ضرر یا زندگی یا موت یا موت کے بعد جی اُٹھنے کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جتنا اللہ چاہیں اور خود اللہ ہی کے حکم سے۔

تو اس صُورت میں نفع و ضرر (کا اختیار) اس حد کے ساتھ محدود ہوگا اور اس قید کے ساتھ مقید ہوگا۔ (یعنی یہ کہ وہ اللہ کے دیے سے ہے اور اتنا ہے جتنا اللہ نے چاہا) اور مخلوق کی طرف نفع و ضرر کی نسبت سبب اور کسب کے اعتبار سے ہے خلق و ایجاد یا تاثیر و علّت یا قوت کے اعتبار سے نہیں ہے اور درحقیقت نسبت مجازی ہے حقیقی نہیں۔

وقد کان الصحابة رضی الله عنهم یستعینون به صلّی الله علیه وسلّم و یستغیثون ویطلبون منه الشفاعة ویشکون حالهم الیه من الفقر والمرض والبلاء والدین والعجز کما ذکرناه

صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے استعانت طلب کرتے تھے اور آپ سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے سفارش مانگتے تھے اور اپنے فقر، مرض، مصیبت، قرض اور عاجزی کی شکایت آپ سے کرتے تھے۔

و معلوم انه صلّی الله علیه وسلّم لا یفعل ذلك بنفسه استقلالا بذاته او بقوته و انما هو

یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان اُمور (یعنی فریاد رسی اور فقر، مرض مصیبت وغیرہ کو دُور کرنے) کو محض اپنی ذات اور قوّت سے نہیں کیا کرتے تھے

باذن الله وامره وقدرته وهو عبد مامور له مقامه وجاهه عند ربه . . . .

ولذلك تراه صلّى الله عليه وسلّم فى بعض الاحيان ينبه على هذا اذا ظهر له بطريق الوحى او الحال ان السائل اوالسامع ناقص الاعتقاد . . . . ففى موقف يسألونه و يستغيثون به فيجيبهم الى طلبهم بل و يخيرهم بين امرين الصبر على البلاء مع ضمانة الجنة اوكشف البلاء سريعا كما خير الاعمى وخير المرأة التى تصرع . . .

وبهذا يظهر لك ان عقيدتنا بحمد الله اصفى عقيدة واطهر ۔ فالعبد لا يفعل شيئا بنفسه مهما كانت رتبته او درجته حتى افضل الخلق صلّى الله عليه وسلّم انما يعطى و يمنع ويضر

بلکہ اللہ کے حکم اور اس کی دی ہُوئی قدرت سے کیا کرتے تھے کیونکہ آپ تو حکم کے تابع بندے ہیں جن کا اپنے رَبّ کے ہاں بڑا مقام اور مرتبہ ہے . . .

اسی لیے تم دیکھتے ہو کہ جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وحی سے یا حالات سے معلوم ہو جاتا کہ سائل ناقص عقیدہ والا ہے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی اس پر تنبیہ فرماتے . . . تو کسی موقع پر لوگ آپ سے سوال کرتے اور فریاد کرتے تو آپ اُن کی طلب پُوری فرما دیتے بلکہ اُن کو دو چیزوں میں اختیار دیتے تھے۔ یعنی جنّت کی ضمانت کے ساتھ مصیبت پر صبر یا فوری طور پر مصیبت کی دُوری جیسا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نابینا کو اور مرگی والی عورت کو اختیار دیا تھا . . .

اس سے ظاہر ہُوا کہ الحمد للہ ہمارا عقیدہ بالکل صاف اور پاک ہے اور وہ یہ کہ بندے کا خواہ کتنا ہی بڑا مرتبہ اور درجہ ہو وہ اپنی ذات سے کچھ نہیں کر سکتا یہاں تک کہ مخلوق میں سب سے افضل یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے واسطہ سے عطا کرتے تھے اور

وينفع ويجيب ويعين بالله سبحانه وتعالى -(مفاهيم يجب ان تصحح - ص : ۱۹۱)

روکتے تھے اور نقصان پہنچاتے تھے۔ اور نفع دیتے تھے اور طلب پوری کرتے تھے اور مدد کرتے تھے۔

(۶) زندہ اور وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء سے غیر مقدور العبد چیزوں کا سوال جائز ہے۔

محمد علوی صاحب جواز کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فان الناس انما يطلبون منهم ان يتسببوا عند ربهم في قضاء ما طلبوه من الله عزوجل بان يخلقه سبحانه بسبب تشفعهم و دعاء هم و توجههم كماصح ذلك في الضرير وغيره ممن جاء طالبا مستغيثا متوسلا به الى الله وقد اجابهم الى طلبهم وجيد خواطرهم وحقق مرادهم باذن الله ولم يقل صلى الله عليه وسلم لواحد منهم اشركت

کیونکہ لوگ (وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء) سے محض یہ طلب کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے مطلوب حاجت میں وہ سبب بن جائیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی دعا اور شفاعت اور توجّہ کے سبب سے مطلوب کو پیدا کر دیں جیسا کہ نابینا وغیرہ کے قصوں سے معلوم ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے طلب اور استغاثہ کرنے کے لیے اور آپ کو اللہ کے ہاں وسیلہ بنانے کے لیے آئے اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی طلب پوری کی ان کی دلداری فرمائی اور اللہ کے حکم سے ان کی مرادیں پوری فرمادیں اور ان میں سے کسی ایک کو یہ نہیں کہا کہ تم نے شرک کیا۔

وهكذا كل ماطلب منه من خوارق العادات كشفاء الداء العضال بلا دواء وانزال المطر من السماء حين الحاجة اليه ولا سحاب وقلب الاعيان ونبع الماء من الاصابع و

یہ قصّہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دوسری خرقِ عادت چیزیں طلب کرنے کا ہے جیسے بغیر دوا کے پُرانے مرض کو ٹھیک کرنا اور ضرورت کے وقت آسمان سے بارش برسوانا جبکہ اس وقت کچھ بادل نہ ہو اور اشیاء کی حقیقتوں کو بدل دینا اور انگلیوں

تکثیر الطعام وغیر ذلك فهو مما لا یدخل تحت قدرة البشر عادة وكان یجیب الیه ولا یقول علیه الصلاة والسلام لهم انكم اشركتم فجددوا اسلامكم فانكم طلبتم منی مالا یقدر علیه الا الله - افیكون هولاء اعلم بالتوحید و بما یخرج عن التوحید من رسول الله صلى الله علیه وسلم واصحابه" (مفاهیم یجب ان تصحح ص ۱۸۱)

سے پانی کو جاری کرنا اور کھانے کی مقدار زیادہ کردینا وغیرہ یہ چیزیں عادۃً انسان کی قدرت سے باہر ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پورا فرما دیا کرتے تھے اور ان سے یہ نہیں کہتے تھے کہ تم تو شرک کر بیٹھے اور تم اپنے اسلام کی تجدید کرو۔ کیونکہ تم نے مجھ سے ایسی چیز طلب کی ہے جس پہ اللہ کے علاوہ کسی کو قدرت حاصل نہیں تو توحید اور توحید سے خارج کردینے والی چیزوں کے بارے میں اعتراض کرنے والوں کا علم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے بھی زیادہ ہے؟

(۷) کسی رسول کے ذکر میں صرف اتنا کہنا کہ وہ بشر ہیں ناجائز ہے اور جاہلی طریقہ ہے۔

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ان وصفه صلى الله علیه وسلم بالبشریة یجب ان یقترن بما یمیزه عن عامة البشر من ذكر خصائص الفریدة و مناقبه الحمیدة وهذا لیس خاصا به صلى الله علیه وسلم بل هو عام فی حق جمیع رسل الله سبحانه وتعالى لتكون نظرتنا الیهم لائقة بمقامهم وذلك لان ملاحظة البشریة العادیة المجردة فیهم دون غیرها هی نظریة جاهلیة شركیة۔ (هو الله، ص: ۸۴)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا ذکر کیا جائے تو واجب ہے کہ اس کے ساتھ آپ کے یکتا خصائص اور قابلِ تعریف مناقب کو بھی بیان کیا جائے تاکہ عام بشر سے آپ ممتاز ہوسکیں اور یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تمام رسولوں کے لیے یہی حکم ہے تاکہ ان کی طرف ہماری نظر اُن کے مرتبے کے لائق ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسولوں کے بارے میں اور اوصاف کو چھوڑ کر محض عام بشریت کا لحاظ کرنا جاہلی اور مشرکانہ نظریہ ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ کفّار و مُشرکین یہ کہتے تھے کہ یہ ہماری طرح کے بشر ہیں۔ مثلاً یعنی ہماری طرح کی قید لگاکر وہ نبوّت اور دیگر کمالات کی نفی کرتے تھے۔ یہ نظریہ واقعی جاہلیت اور مشرکانہ ہے، لیکن اس قید کے بغیر کسی نبی کو محض یہ کہنا کہ ھو بشر (وہ بشر ہیں) جاہلی نظریہ نہیں ہے کیونکہ اس میں کمالات کی نفی نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ عدم ذکر ہے اور ضرورت کے وقت اظہارِ حقیقت نہیں اظہار نوع ہے۔

(۸) غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے۔

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ویجوز ان یقسم علی اللہ بہ ولیس ذلک لاحد (الذخائر المحمدیہ ص: ۲۰۶)	جائز ہے کہ اللہ پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کی قسم کھائی جائے اور کسی اور کیلیے یہ جائز نہیں۔

بقیہ: وفیات

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم حکیم صاحب کی مغفرت فرما کر جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اپنے والد بزرگوار کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مخلوقِ خُدا کی بے لوث خدمت کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ کے فاضل و مدرس مولوی شاہد صاحب کے دادا ۲۴ مئی کو وفات پا گئے، اسی طرح جامعہ کے فاضل و مدرس جناب قاری عثمان صاحب اور مولوی زکریا صاحب کی پھوپھی صاحبہ ۲۵ مئی کو وفات پاگئیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ میں ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔